قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 30 اپریل 2021ء | 17 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:103

فرمانِ رسول ﷺ

عَنۡ سَمُرَۃَ بۡنِ جُنۡدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الۡکَلَامِ إِلَی اللّٰہِ أَرۡبَعٌ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکۡبَرُ لَا یَضُرُّکَ بِأَیِّہِنَّ بَدَأۡتَ

(صحیح مسلم: 2137)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چار کلمات ہیں: ’’سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکۡبَرُ‘‘ اور تم (ذکر کرتے ہوئے) ان میں سے جس کلمے کو پہلے کہو، کوئی حرج نہیں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

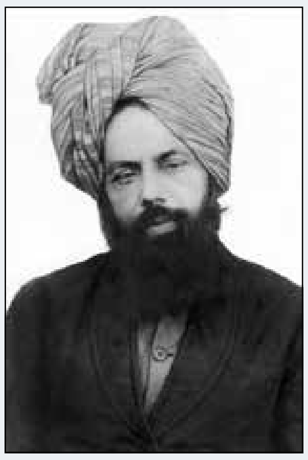

تسبیح کا ذکر

ایک شخص نے تسبیح کے متعلق پوچھا کہ تسبیح کرنے کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا: تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پوری کرے اور یا توجہ کرے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پوری کرنے کی فکر کرنے والا سچی توبہ کر ہی نہیں سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور کاملین لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انہوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ اہل حق تو ہر وقت خدا تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے لئے گنتی کا سوال اور خیال ہی بیہودہ ہے۔ کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گِن کرلیا کرتا ہے؟ اگر سچی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور پوری توجہ الی اللہ ہو تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر گنتی کا خیال پیدا ہی کیوں ہوگا۔ وہ تو اسی ذکر کو اپنی روح کی غذا سمجھے گا اور جس قدر کثرت سے کرے گا۔ زیادہ لطف اور ذوق محسوس کرے گا اور اس میں اَور ترقی کرے گا۔ لیکن اگر محض گنتی مقصود ہوگی تو وہ اُسے ایک بیگار سمجھ کر پورا کرنا چاہے گا۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لے کر 33 مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ حسب مراتب ہوا کرتا تھا اور اسی حفظ مراتب نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آئی ہیں اور انہوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ فلاں دو احادیث میں باہم اختلاف ہے حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقعہ کے ہوتی تھی۔ مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزّت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزّت کر۔ اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس اور تمام نیکیوں کو ترک کر دیا جاوے۔ یہی نیکی ہے۔ ایسا نہیں۔ اسی طرح پر تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں تو آیا ہے۔ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (الانفال: 46)۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ اب یہ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا نماز کے بعد ہی ہے تو 33 مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ 33 مرتبہ والی بات حسب مراتب ہے ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذّت سے یاد کرتا ہے اُسے شمار سے کیا کام۔ وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی۔ اُس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھیر رہا ہے اس عورت نے اُس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اُس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گِن گِن کر؟

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 18، 19۔ ایڈیشن 1984)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔

(الانفال: 46)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس اصل روزہ وہ ہے جس میں خوراک کی کمی کے ساتھ ایک وقت تک جائز چیزوں سے بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے رُکے رہنا ہے۔ یہ تقویٰ ہے اور ان چیزوں سے رُکے رہ کر صرف دنیاوی کاموں اور کاروباروں میں ہی وقت نہیں گزارنا بلکہ نمازوں اور ذکرِ الٰہی کی طرف پوری توجہ دینی ہے۔ نمازیں اگر پہلے جمع کرتے تھے یا بعض دفعہ قضا ہو جاتی تھیں تو اِن دنوں میں اس طرف خاص توجہ کہ ذکرِ الٰہی اور عبادت ہر دوسری چیز پر مقدم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ ہو۔ اور ہم اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ جو کہتے ہیں تو یہ صرف منہ سے ہی نہ ہو بلکہ آپ نے اس طرف ہماری توجہ دلائی کہ جب اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہو تو ہمیشہ یہ بات مدّنظر رکھو کہ حمد صرف ربّ جلیل سے مخصوص ہے۔ یہ ذہن میں ہو کہ ہر قسم کی حمد خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور اُس کی طرف ہی حمد لوٹتی ہے۔ ہم اُس خدا کی حمد کرتے ہیں جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ پس اگر ہم سارا سال خدا کی طرف اُس طرح نہیں جھکے جو اُس کا حق ہے تو اس مہینہ میں ہمیں یہ ہدایت دے تا کہ اس ہدایت کے ذریعہ ہم آئندہ گمراہی سے بھی بچیں اور حمد کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے بھی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے اس طرف بھی رہنمائی فرمائی کہ حمد کرتے وقت یہ سامنے ہو کہ ہر عزت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس اس رمضان میں ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُس کا قرب دلانے والی ہوں۔ اور دنیا کی عزت اور تفاخر کی طرف ہم جھکنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے یہ بھی خیال رہنا چاہئے کہ ہمیشہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہوگا، کسی دنیاوی سہارے پر

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- قطعات و رباعیات (منظوم)
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حق کے طالبوں کے لیے چھ طریق فیصلہ کا عام اعلان
- یادِ رفتگان
- کیا آپ نے تحریک رمضان میں حصہ لیا ہے؟

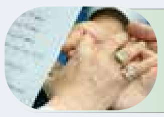

دربارِ خلافت

اس بات پر اگر ہم غور کریں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کے نام کو بٹّہ نہیں لگنے دینا تو یہ خود اصلاحی کا جو طریق ہے یہ زیادہ احسن رنگ میں ہمارے تقویٰ کے معیار بلند کرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ابھی چند دن ہوئے ہمارے ایک پُرانے بزرگ عبدالمغنی خان صاحب کے بیٹے مجھے اُن کے بارے میں بتارہے تھے کہ انہوں نے علیگڑھ یونیورسٹی سے کیمسٹری کے ساتھ بی۔ ایس۔ سی کی۔ اور اُس زمانے میں عام طور پر مسلمان لڑکے سائنس کم پڑھتے تھے۔تو وائس چانسلر نے کہا کہ تم نے یہ مضمون بھی اچھا لیا ہے اور اعلیٰ کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ ہم تمہیں یونیورسٹی میں جاب دیتے ہیں۔ آگے پڑھائی بھی جاری رکھنا۔ اُن کے والد صاحب نے کسی انگریز دوست سے سفارش کی ہوئی تھی (اُس زمانے میں ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی) تو اُس نے بھی انہیں کسی اچھے جاب کی آفر کی۔ پھر اُن کو یہ مشورہ بھی ملا کہ ہوشیار ہیں، انڈین سول سروس کا امتحان دے کر اُس میں شامل ہو جائیں۔ خان صاحب اُن دنوں قادیان آئے ہوئے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا زمانہ تھا۔ اُن کو آپ نے تمام باتیں پیش کیں اور ساتھ ہی عرض کی کہ حضور! مَیں تو دنیا داری میں پڑنا نہیں چاہتا۔ مَیں تو قادیان میں رہ کر اگر قادیان کی گلیوں میں مجھے جھاڑو پھیرنے کا کام بھی مل جائے تو اُسے ان اعلیٰ نوکریوں کے مقابل پر ترجیح دوں گا۔تو ایسے ایسے بزرگ بھی تھے جنہوں نے آگے صحابہ سے فیض پایا۔ پھر آپ کو اس کے بعد سکول میں سائنس ٹیچر لگایا گیا۔ پھر آپ ناظر بیت المال مقرر ہوئے۔ غالباً پہلے ناظر بیت المال تھے۔ بہر حال پُرانے بزرگ اور خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے تھے لیکن چند ایک کی کمزور حالت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہمیں دلی صدمہ پہنچتا ہے۔

پس ہمیں اپنی حالتوں کی طرف دیکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اگر ہم دیکھیں کہ ہم کس کی اولادیں ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے اندر کیا پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اس بات پر اگر ہم غور کریں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کے نام کو بٹّہ نہیں لگنے دینا تو یہ خود اصلاحی کا جو طریق ہے یہ زیادہ احسن رنگ میں ہمارے تقویٰ کے معیار بلند کرے گا۔ہمیں نیکیوں کے بجالانے کی طرف راغب کرے گا۔ اور زندہ قوموں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ اُن کے پُرانے بھی اپنی قدروں کو مرنے نہیں دیتے اور خوب سے خوب تر کی تلاش کرتے ہیں، اپنے معیار بلند کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور نئے آنے والے بھی ایک نئی روح کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پُرانوں کے اعلیٰ معیار دیکھتے ہیں تو مزید مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے اور یوں نیکیوں کے معیار قومی سطح پر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پس جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مان کر اپنی حالتوں کو بھی بدلنا ہے اور دنیا میں بھی ایک انقلاب پیدا کرنا ہے تو اس کے لئے مستقل جائزے لینے

بقیہ صفحہ 7 پر

قطعات و رباعیات

نماز اور زکوٰۃ

دلاتا ہے صدقہ بَلا سے نَجات
دُعائیں پِلاتی ہیں آبِ حَیات
یہی دو ہیں مغز اَحکامِ دیں
اَقِیۡمُو الصَّلٰوۃ وٰاتو الزَّکٰوۃ

اعمال نِیّت پر مُنحصر ہیں

جیسی نیت ہوگی ویسی ہی برآئیگی مُراد
نیک نیت بامُراد اور بد ارادہ نامُراد
ساری برکت فعل کی نیّت سے وابستہ ہے جب
اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیّات رکھ ہر وقت یاد

ذکر اور دُعا

کرتے تھے ذکر خوب بزرگانِ اَوّلین
لیکن دُعا ہے طُرّہ و طُغرائے آخرین
کہتے تھے وہ بزرگ تو اِیَّاكَ نَعۡبُدُ
اور آج کل کے کہتے ہیں اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡن

نِشانِ نَجات

دعا از خدا، رحم بر کائنات
ہمیں آمدہ بس نِشانِ نَجات
زِ مُصحف بخواں مغز اَعمالِ دیں
اَقِیۡمُو الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُو الزَّکٰوۃ

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے انتخاب

آج کی دعا

رَبَّنَا اِنَّنَا جِئۡنَاكَ مَظۡلُوۡمِیۡنَ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ الۡقَوۡمِ الظَّالِمِیۡنَ

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ۔ صفحہ :621)

ترجمہ:اے ہمارے رب! ہم تیرے پاس مظلوم ہونے کی حالت میں آئے ہیں پس ہمارے اور ظالم قوم کے درمیان فرق ظاہر فرمادے۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سچے فیصلہ اور مدد ونصرت کی دعا ہے۔

پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجودہ حالات کے پیشِ نظر مسلسل گزشتہ 13، 14 خطباتِ جمعہ سے جماعت کو دعاؤں ،نوافل اور صدقات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

پاکستان کے حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے لوگوں کو بھی امن اور چین اور سکون کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کے حملوں اور مکروں کو اپنے فضل سے ملیامیٹ کر دے۔

(خطبہ جمعہ 19/ فروری 2021ء،الفضل انٹرنیشنل 12/مارچ 2021ء صفحہ5تا10)

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہوگیا زاروزار
ایک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

مرسلہ:مریم رحمٰن

از ابن قدسی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حق کے طالبوں کے لیے چھ طریق فیصلہ کا عام اعلان

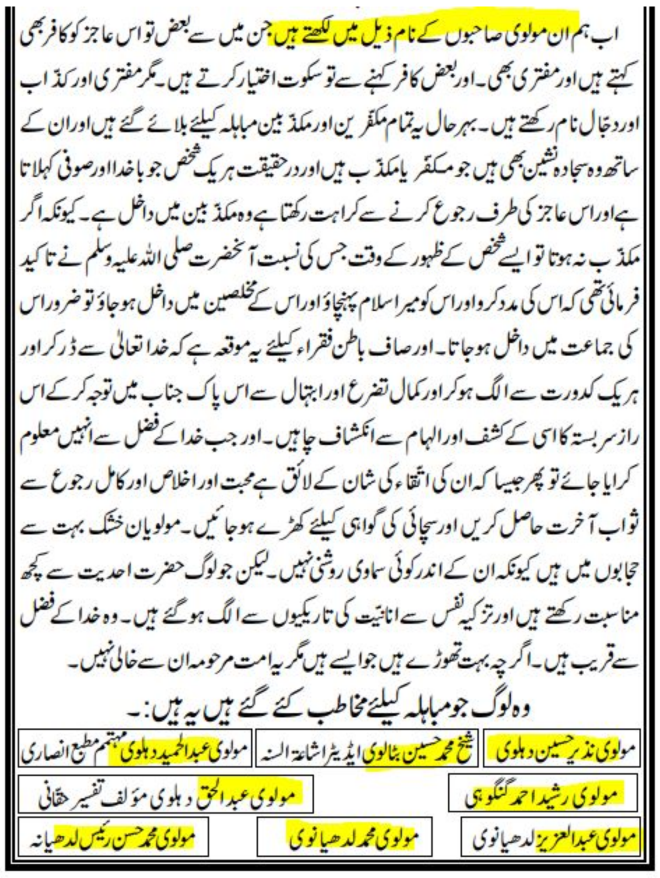
اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی۔اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کیلئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب ہیں اور درحقیقت ہر یک شخص جو باخدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کی طرف رجوع کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذبین میں داخل ہے۔کیونکہ اگر مکذب نہ ہوتا تو ایسے شخص کے ظہور کے وقت جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ اس کی مدد کرو اور اس کو میرا اسلام پہنچاؤ اور اس کے مخلصین میں داخل ہو جاؤ تو ضرور اس کی جماعت میں داخل ہو جاتا۔اور صاف باطن فقراء کیلئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر یک کدورت سے الگ ہو کر اور کمال تضرع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجہ کر کے اس راز سربستہ کا اسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں۔اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ ان کی اتقاء کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کیلئے کھڑے ہو جائیں۔مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں کیونکہ ان کے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں۔لیکن جو لوگ حضرت احدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیہ نفس سے انانیت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں۔وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں۔اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں مگر یہ امت مرحومہ ان سے خالی نہیں۔

وہ لوگ جو مباہلہ کیلئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں:۔

مولوی نذیر حسین دہلوی | شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ | مولوی عبدالحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری
مولوی رشید احمد گنگوہی | مولوی عبدالحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی
مولوی عبدالعزیز لدھیانوی | مولوی محمد لدھیانوی | مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے اپنا پیغام پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔آپ علیہ السلام کا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔جیسا کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر دوسرے الہامات الٰہیہ پر ۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔اب میرے بناء دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کرسکتا کہ اب اس دوسری بناء کی تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کرلو۔“

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 65)

حضرت سلطان القلم علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں ۔اس کو ثابت کرنے کے لیے مختلف کتب میں دلائل بیان فرمائے۔فرمایا کہ

”منقولی بحث مباحثہ کی کتابیں جو میری طرف سے چھپی ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے جو درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ آنا ان کا بطور بروز مراد ہے نہ بطور حقیقت وہ یہ ہیں۔ فتح اسلام۔توضیح مرام۔ازالہ اوہام۔اتمام الحجۃ۔تحفہ بغداد۔حمامۃ البشریٰ۔نور الحق دو حصے۔کرامات الصادقین۔سر الخلافہ۔آئینہ کمالات اسلام۔“

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 48 حاشیہ)

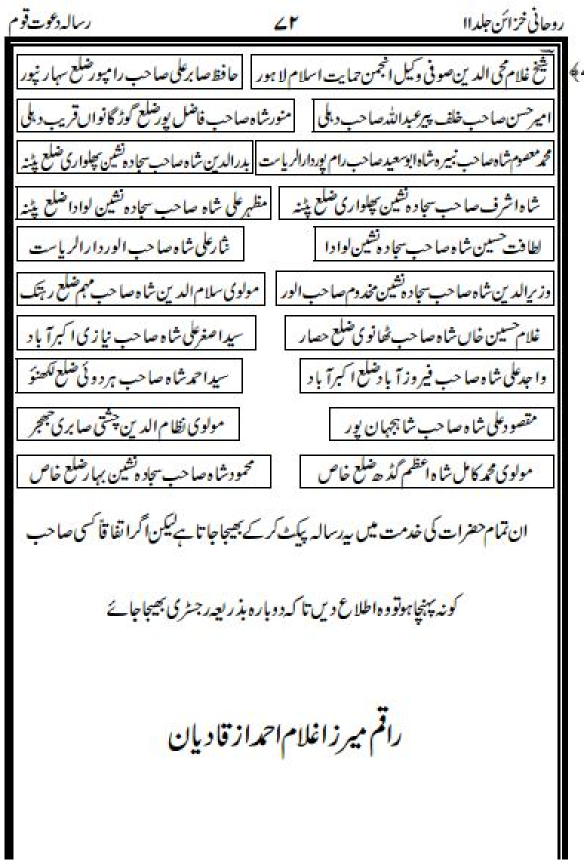
روحانی خزائن جلد ۱۱ ۷۲ رسالہ دعوت قوم
«۷۲»
شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور | حافظ صابر علی صاحب رامپور ضلع سہارنپور
امیر حسن صاحب خلف پیر عبداللہ صاحب دہلی | منور شاہ صاحب فاضل پور ضلع گوڑگانواں قریب دہلی
محمد معصوم شاہ صاحب نبیرہ شاہ ابوسعید صاحب رام پور دارالریاست | بدرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ
شاہ اشرف صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ | مظہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ
لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا | نثار علی شاہ صاحب الور دارالریاست
وزیرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین مخدوم صاحب الور | مولوی سلام الدین شاہ صاحب مہم ضلع رہتک
غلام حسین خاں شاہ صاحب ٹھانوی ضلع حصار | سید اصغر علی شاہ صاحب نیازی اکبرآباد
واجد علی شاہ صاحب فیروزآباد ضلع اکبرآباد | سید احمد شاہ صاحب ہردوئی ضلع لکھنؤ
مقصود علی شاہ صاحب شاہجہان پور | مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر
مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڈھ ضلع خاص | محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تا کہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے

راقم میرزا غلام احمد از قادیان

روحانی روشنی سے ناآشنا علماء نے قرآن وحدیث کے دلائل کو قبول نہ کیا اور حضرت سلطان القلم علیہ السلام کی مخالفت پر کمربستہ رہے ۔ ہر طریق سے دلائل پہنچائے گئے لیکن نور ہدایت نصیب نہ ہوا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبلیغ کا حق ادا کرتے ہوئے علماء کو مخاطب کیا اور اپنی کتاب ”انجام آتھم“ میں اس وقت کے مسلمان علماء، مشائخ اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔فرمایا:

”اب اے مخالف مولویو!اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شائد اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں۔“

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 64)

اس کے بعد یہ درخواست مباہلہ بذریعہ رجسٹری اس وقت کے مشہور 83 علماء ومشائخ اور 48 سجادہ نشینوں کے نام ارسال کی گئی۔اس دعوت مباہلہ کے ساتھ 209 صفحات پر مشتمل فصیح وبلیغ عربی وفارسی مکتوب بھی تحریر فرمایا جس میں 258 اشعار پر مشتمل

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۷۱ رسالہ دعوت قوم
«۷۱»
مولوی محمد علی صاحب دہلی فراشخانہ | مولوی مستعان شاہ صاحب سانبھر علاقہ جے پور
مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک | مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازی پور زمینا
مولوی حاجی عابد حسین صاحب دیوبند

اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں

غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی
میاں اللہ بخش صاحب سجادہ نشین سلیمان صاحب تونسوی سنگھڑی | سجادہ نشین صاحب شیخ نوراحمد صاحب مہارانوالہ
میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور | التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ردولے
مستان شاہ صاحب کابلی | محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدرآباد دکن
محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی | گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری
ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور | صادق علی شاہ صاحب گدی نشین رتر چھتر ضلع گورداسپور
سید صوفی جان صاحب مرادآبادی صابری چشتی | مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی
مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آی اعوان والہ پنجاب | حیدر شاہ صاحب جلال پور کنکیاں والہ
توکل شاہ صاحب انبالہ | مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی والہ | محمد امین صاحب چکوتری علاقہ گجرات پنجاب
مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم بنگلور
مولوی ولی النبی شاہ صاحب نقشبندرامپور دارالریاست | حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنؤ
میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ ابو العلا نقشبند | سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی
عبداللطیف شاہ صاحب خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی جودھپور | قطب علی شاہ صاحب دیوگڈھ
علاقہ اودے پور میواڑ | میرزا بادل شاہ صاحب بدایونی | مولوی عبدالوہاب صاحب
جانشین عبدالرزاق صاحب لکھنؤ فرنگی محل | علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیرآباد

منظوم کلام بھی شامل تھا۔

مباہلہ میں شرط کے طور پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ

”میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔ گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔“

(انجام آتھم بحوالہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 67)

متلاشیان حق کے لیے ایک بہت بڑا موقع تھا کہ اگر وہ عقلی اور نقلی دلائل سے مطمئن نہیں، قرآن وحدیث سے ان کی تشفی نہیں ہوئی تو وہ مباہلہ کر کے اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کروالیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف ایک مباہلہ کا طریق بیان نہیں فرمایا بلکہ اسی کتاب ”انجام آتھم“ میں کئی اور ذرائع بھی بیان فرمائے جس سے آپ علیہ السلام کی سچائی کو پرکھا جاسکتا تھا۔

اگر کسی کے دل میں ذرہ برابر بھی حق کی جستجو ہوتی یا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) جھوٹا قرار دے کر اسلام کے لیے خطرہ سمجھتا اور آپ علیہ السلام کی مخالفت کو اسلام کی خدمت خیال کرتا تو اسے چاہیے تھا وہ میدان میں آتا اور اس دعوت کو قبول کرتا۔آپ علیہ السلام نے تو دعوت حق کو اپنے کمال تک پہنچایا اور نام نہاد علماء کے لیے کوئی جائے فرار نہیں چھوڑی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صدائے عام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”ماسوا اس کے میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کرلیں۔

اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے چھ 6 طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اول۔اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم ونثر بناسکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں۔‘‘

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 304)

عالم فاضل ہونے کا دعویٰ کرنے والے مولوی حضرات کے لیے بظاہر یہ امر بہت آسان تھا کہ انہوں نے صرف دو صفحات پر مشتمل ایک عربی مکتوب کا عربی میں جواب لکھنا تھا جس میں تقریباً اڑھائی سو اشعار تھے ۔ اس وقت کے علماء حضرات یہ کام کر لیتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا (نعوذ باللہ) کاذب ہونا ثابت کر دیتے تو آج کل کے نام نہاد علماء پر بہت بڑا احسان ہوجاتا۔ان کے لیے ایک واضح ثبوت مہیا ہوجاتا بظاہر اتنا مشکل کام نہیں تھا لیکن وہ بڑے بڑے علماء اس کام سے عاجز رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھی اور اس بات کو آپ علیہ السلام نے بطور نشان پیش کیا۔ اس وقت کے مخاطبین علماء کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس عربی مکتوب کا جواب لکھتے لیکن انہوں نے اس کا جواب نہ لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کی توثیق کر دی۔ اس لیے موجودہ زمانے کے علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کرنے کی بجائے اپنے ان بڑے بڑے علماء کو قصور وار ٹھہرائیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو عربی مکتوب کے جواب لکھنے سے عاجزی ظاہر کرنے کی صورت میں دوسری صورت نشان کے طور پر یوں بیان فرمائی کہ

’’دوم۔اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔‘‘

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 304)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عربی مکتوب میں اپنے دعویٰ کے دلائل بیان فرمائے تھے۔ان دلائل کا جواب دیئے

روحانی خزائن جلد۱۱ ۷۰ رسالہ دعوت قوم

سعداللہ نومسلم مدرس لدھیانہ	مولوی احمداللہ امرتسری	مولوی ثناءاللہ امرتسری
مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری	مولوی عبدالجبار غزنوی	مولوی عبدالواحد غزنوی
مولوی عبدالحق غزنوی	محمد علی بھوپڑی واعظ	مولوی غلام دستگیر قصور ضلع لاہور
مولوی عبداللہ ٹونکی	مولوی اصغر علی لاہور	حافظ عبدالمنان وزیرآباد
مولوی محمد بشیر بھوپالی		
شیخ حسین عرب یمانی	مولوی محمد ابراہیم آرہ	مولوی محمد حسن مولف تفسیر امروہہ
مولوی احتشام الدین مرادآباد	مولوی محمد اسحٰق اجراوری	مولوی عین القضاۃ صاحب لکھنو فرنگی محل
مولوی محمد فاروق کانپور	مولوی عبدالوہاب کانپور	مولوی سعید الدین کانپور رامپوری
مولوی حافظ محمد رمضان پشوری	مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ	مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبرآباد
مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علی خاں چشتی	مولوی ابوالمؤید امروہی مالک رسالہ مظہر الاسلام اجمیر	
مولوی محمد حسین کوٹلہ والا دہلی	مولوی احمد حسن صاحب شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ	
مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھ ضلع سہارنپور	مولوی احمد علی صاحب سہارنپور	
مولوی عبدالعزیز دینانگر ضلع گورداسپور	قاضی عبدالاحد خانپور ضلع راولپنڈی	
مولوی احمد رامپور ضلع سہارنپور محلہ محل	مولوی محمد شفیع رامپور ضلع سہارنپور	
مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقع لال مسجد بنگلور	مولوی محمد امین صاحب بنگلور	
مولوی قاضی حاجی شاہ عبدالقدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور		
مولوی عبدالغفار صاحب فرزند قاضی عبدالقدوس صاحب بنگلور	مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری حال مقیم بنگلور	
مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی ساکن پیارم پیٹ علاقہ بنگلور		
مولوی محمد عباس صاحب ساکن وانمباری علاقہ بنگلور	مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ	

بغیر مکتوب کا جواب لکھنا کسی پر بوجھل ہوسکتا تھا تو آپ علیہ السلام نے دوسری صورت بیان فرمائی کہ قرآن کی محبت کا دعویٰ تمام علماء کرتے ہیں۔اس کی تفسیر بیان کرنا تو ہر ایک کے لیے اعزاز کی بات ہوگی اس لیے تفسیر نویسی کا مقابلہ کرکے اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیں۔اگر دوسرے کے دلائل توڑنا مشکل امر ہے تو قرآن کی تفسیر ایک عالم کے لیے تو بہت آسان کام ہے۔تفسیر لکھنے سے ان کے اپنے علم کا اظہار ہوجاتا اور دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے جس مشکل کا سامنا آج کل کے علماء کر رہے ہیں وہ مسئلہ بھی حل ہوجاتا اور آپ علیہ السلام کا جھوٹ روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا لیکن آج کل کے علماء کے بڑے بڑے بزرگوں نے خاموشی اختیار کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

اگر کسی کو عربی تفسیر لکھنا بھی طاقت سے باہر نظر آرہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے بھی آسان امر بیان فرمایا۔

’’سوم۔اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔‘‘

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 304)

اب کسی مخالف مولوی کو علم ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں صرف ایک سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس رہنا تھا۔نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر کرنا تھا۔اسلام کا درد رکھنے والے اور متلاشی حق کے لیے اس سے آسان راستہ اور کیا ہوسکتا تھا لیکن اگر کسی کو ایک سال تک رہنا مشکل نظر آرہا تھا اور اپنے کسی اور اہم کام کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا تو اس کے لیے ایک اور آسان صورت بیان فرمائی ۔فرمایا

’’چہارم۔اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دے دیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کریں گے اور مصدق ہوجائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں‘‘۔

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 304)

اب ایک سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس رہنے کی شرط سے آزاد کر دیا۔نیک نیتی کے ساتھ سچ کی جستجو تھی تو صرف ایک اشتہار دینا اور مدت مقرر کرنی تھی اور بس۔اور پھر انتظار کرنا تھا۔نشان ظاہر ہونے پر تصدیق اور توبہ کرنی تھی۔انسانی طاقتوں سے بالاتر نشان ظاہر نہ ہونے کی صورت میں مخالفت اپنے انجام کو پہنچ جاتی تھی۔ان علماء ومشائخ اور سجادہ نشینوں کا یہ اقدام قیامت تک یاد رکھا جاتا جس فتنہ کو فرو کرنے کے لیے موجودہ زمانے کے علماء ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں اس کا اسی زمانے میں سدباب ہوجاتا۔اُس زمانے کے مشہور ومعروف 83علماء ومشائخ اور 48سجادہ نشین کی طرف ہی موجودہ زمانہ کے علماء اور سجادہ نشین اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔اگر ان کے بڑے بزرگ ہمت کرتے تو آج ان کو مخالفت کا بوجھ نہ اٹھانا پڑتا ۔

پانچویں صورت یہ بیان فرمائی کہ

’’پنجم۔اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کرلیں۔پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں‘‘۔

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 304،305)

پھر فرمایا کہ

’’یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں۔یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ 1897ء کی دس 10 تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کرکے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں۔اور یا مباہلہ کرلیں‘‘۔

(انجام آتھم بحوالہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 306 تا 311)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی قسم دے کر کسی ایک طریق فیصلہ کو اپنانے کی طرف بلایا تھا۔ اگر ان مخالف علماء اور سجادہ نشینوں کے دل میں حق کی طلب اور جستجو ہوتی تو لازماً کسی ایک طریق کو اپنا کر حق وباطل میں فرق عیاں کر دیتے موجودہ زمانے کے علماء اس زمانے کے اکثر علماء کی علمیت اور تقویٰ کے گُن گاتے ہیں۔ اگر وہ علماء حقیقت میں تقویٰ شعار ہوتے اور اسلام کا درد رکھتے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلان عام کا جواب دیتے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ علمی میدان میں عقلی اور نقلی دلائل کا جواب دینے سے عاجز رہے۔ پھر ان مذکورہ بالا طریق ہائے فیصلہ میں کسی ایک طریق کا انتخاب نہ کر کے عملاً اپنی شکست کا اعتراف کر رہے تھے۔

اب موجودہ زمانے کے نام نہاد علماء اس زمانے کے علماء اور سجادہ نشینوں سے زیادہ علم اور اسلام کا درد رکھتے ہیں جو اس طرح احمدیت کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ اگر انہوں نے شکوہ کرنا ہے تو ان علماء اور سجادہ نشینوں سے کریں جنہوں نے اس وقت خاموشی اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی ثابت کر دی۔

ان علماء اور سجادہ نشینوں میں سے بعض نے مخالفت برائے مخالفت کی روش کو قائم رکھا۔ اگر وہ کچھ عرصہ کے لیے اس مخالفت کو ہی ترک کر دیتے تو پھر بھی ان سب سے آسان طریق فیصلہ سے حق وباطل ظاہر وباہر ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھٹا طریق فیصلہ کچھ اس طرح بیان فرمایا:

”ششم اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے اور میری جماعت سے سات 7 سال تک اس طور سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مُنہ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہرالٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔

پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کرسکتا۔“

(انجام آتھم بحوالہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 311 تا 319)

کس قدر یقین اور انصاف پر مبنی طریق فیصلہ ہے۔ اگر کسی کے دل میں اسلام کی سچی محبت ہوتی تو وہ لازماً اس طریق فیصلہ پر عمل درآمد ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہے تھے۔ اگر اس وقت کے علماء صرف آپ کی مخالفت ترک دیتے تو سات سالوں میں اسلام کا بول بالا ہو جاتا تھا۔ ہر طرف سے لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع جاتے تھے اور اسلام کے بالمقابل دیگر جھوٹے ادیان کا جھوٹ بھی واضح ہو جاتا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جس مقصد کے لیے علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کر رہے تھے اور آپ علیہ السلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے دن رات ایک کر رہے تھے وہ مقصد تو ویسے ہی سات سال کے بعد حاصل ہو جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان فرما رہے تھے کہ اگر سات سالوں میں اسلام کا بول بالا نہ ہوا ”تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا“

انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو علماء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے تھی صرف سات سالوں میں سب کچھ واضح ہو جاتا لیکن اس وقت کے مخالفین نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر خود اس سلسلہ کو ختم اور تباہ کرنے کی کوشش کی اور وہ تباہ نہ کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات سچ ثابت ہوئی کہ ”اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کرسکتا۔“

موجودہ زمانے کے علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل آنے والے علماء سے اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے مامور کے قائم کردہ اس سلسلہ کی مخالفت کر رہے ہیں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہی جواب ہے کہ ”خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کرسکتا۔“

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

نہیں ہو گا۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی طرف رمضان میں توجہ رکھو۔ صرف سبحان اللہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان ہو وہاں یہ دعا ہو اور درد سے دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے بھی پاک کر دے۔ اور یہ رمضان ہمارے اندر حقیقی تقویٰ پیدا کرنے والا بن جائے۔

پھر فرمایا تہلیل کرو۔ اپنی دعائیں اس یقین کے ساتھ کرو کہ عبادت کے لائق ذات صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر ہمیں کوئی کسی قسم کے نقصان سے بچا سکتا ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔ جب ہمیں کسی سہارے کی ضرورت ہو تو خدا تعالیٰ کا سہارا ہم نے لینا ہے اور انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس معبودِ حقیقی کی طرف ہر وقت جھکا رہنے کی کوشش ہو۔ رمضان میں روزوں کے ساتھ یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ تُو ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ اے اللہ! روزوں کے ساتھ جو تبدیلیاں تُو نے روزوں سے فیض پانے والوں کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں اُن سے ہمیں بھی حصہ دے اور ایسا یہ حصہ ہو جو تا زندگی ہمیں فیضیاب کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری یہ حمد، تسبیح اور تہلیل ایسی ہے جو تبتّل کی حالت پیدا کر دے۔ اور تبتّل الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے علیحدہ کر لینا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وفا کا تعلق پیدا کر لینا۔ پھر فرمایا کہ انقطاع حاصل ہو۔ یعنی تمام دنیاوی لہو ولعب سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کرو۔ جب یہ ہو گا تو وہ مقصد حاصل ہو گا جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ روزے دار تقویٰ حاصل کرنے والا ہو گا۔

پس یہ رمضان جو دو دن سے شروع ہوا ہے اور انتیس تیس دن تک چلنا ہے، تبھی ہمیں فائدہ دے سکتا ہے جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں گے اور یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اپنے روزے کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اپنی دوسری عبادتوں کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ان سب کی مشترکہ ادائیگی کا نام ہی تقویٰ ہے۔

(خطبہ جمعہ 12/ جولائی 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ مجید احمد سیالکوٹی کارکن دفتر PS اسلام آباد یوکے

یادِ رفتگان
مکرم چوہدری نعمت علی صاحب

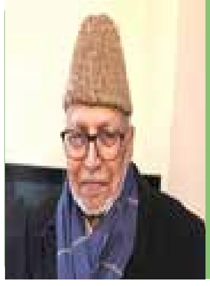

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

موت برحق ہے اور ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو بھی جائے مفر نہیں اور نہ ہی اس حقیقت سے متعلق دنیا میں کسی کو بھی کوئی شک و شبہ یا اختلاف ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہوا ہے۔ جب اس کا اذن ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ حضرت عزرائیل حاضر ہو جاتا ہے اور جسم سے روح نکال لیتا ہے اور خاکی پنجر باقی رہ جاتا ہے۔ اسی لیے جنتی روح سکون پا جاتی ہے اور خاک جسم کو سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے کو لازم قرار دیا ہے۔ یہی آپ کی سنت مستمرّہ تھی۔ دنیا کا سفر اختتام پذیر ہوتا ہے اور ایک نئی دائمی زندگی کا آغاز ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم اور غفور الرحیم ہے۔ اس کی رحمت غالب آتی ہے اور اکثریت کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے مؤمن کی خطاؤں اور گناہوں کو ڈھانپنا اسے آتا ہے۔ اس لیے دنیا والوں کو اس نے کوئی حق نہیں دیا کہ وہ جنت دوزخ کے سرٹیفکیٹ تقسیم کرتے پھریں۔ اسی لیے سنت رسول یہی رہی ہے کہ مرحومین کی نیکیوں کو اجاگر کریں اور گناہوں کی تشہیر نہ کریں کیونکہ بالآخر ہر کسی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اپنی نیت اور نیک اعمال کا اجر پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی پردہ پوشی فرمائے۔ ہروقت دردِ دل سے یہی دعا نکلنی چاہیے۔

اس مختصر تمہید کے بعد یہ اطلاع بغرض دعا تحریر ہے کہ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری نعمت علی صاحب تین مارچ 2021ء کو گلفورڈ ہسپتال میں دل کے عارضہ اور گردوں کے فیل ہونے کی وجہ سے 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا ہے
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم چھ بہن بھائی تھے۔ یہ دوسرے نمبر پر تھے۔ بڑے ملنسار تھے۔ اپنے علاقہ اور جماعتوں میں بڑے جانے پہچانے جاتے تھے۔ ہردلعزیز تھے۔ قدرتی طور پر حکمت و دانائی سے نوازے گئے تھے۔ اس لیے اعتماد بھی بہت تھا۔ معاملہ فہمی کمال کی تھی۔ بزنس کرنے اور سودا کرنے میں بڑی سمجھداری سے کام لیتے تھے۔ اور اکثر نفع کا سودا کرتے تھے۔ مال مویشی کی خرید و فروخت میں بڑا تجربہ تھا۔ اکثر گاؤں والے اور رشتہ دار ان کو سودا طے کرنے کے لیے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ علاقہ کی دو مال مویشیوں کی منڈیوں ''ٹھرو'' اور ''اُورا'' پر جاتے تو کٹے کٹیاں خرید لاتے۔ والد محترم بھی ان کی مدد کرتے اور نفع کماتے۔ اسی طرح گندم اور چاول کا کاروبار کرتے۔ ہمیشہ سچائی سے کام لیتے۔ جنس اور جانور کی کمزوری بیان کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کی دعاؤں اور سچائی کی برکت سے خوشحالی کے سامان پیدا فرمائے۔ گاؤں، علاقہ اور رشتہ داروں میں بڑی قدر و منزلت سے دیکھے جاتے تھے۔ عام تاثر یہی تھا کہ یہ لوگ بڑے کھاتے پیتے اور امیر ہیں۔ اپنی زمین کے علاوہ ہمیشہ پانچ، چھ ایکڑ زرعی زمین بھی ٹھیکے پر لے لیتے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے فصلیں بھی بہت اعلیٰ ہوتی تھیں۔ ہر قسم کی فصل، سبزیاں اور دالیں ہوتی تھیں۔ کماد، باجرے اور تِل کی فصل بھی عمدہ ہوتی۔ میرے علاوہ تینوں بھائی

والد صاحب کے ساتھ زمیندارہ کرتے اور فصل گھر لانے سے پہلے چندہ کی ادائیگی کر دیتے تھے۔

محترم والد صاحب کا تو ایمان تھا کہ چندہ لازم ہے۔ یہ دو گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی معہود کی برکتیں پاؤ گے۔ خلافت پر پختہ یقین تھا۔ بلکہ اس سے گہری محبت اور عقیدت تھی۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ان کی عادت تھی۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی ان کا نام ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کھاتا ابھی تک زندہ ہے۔

محترم بھائی جان مرحوم کو جماعتی جلسوں اور اجتماعوں میں شامل ہونے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ جلسہ سالانہ ربوہ تو کبھی بھی مس نہیں کیا۔ اور جلسہ سالانہ قادیان میں بھی دو دفعہ جانے کی سعادت پائی۔ اپنے آبائی گاؤں گلاں والی قلعہ تحصیل بٹالہ بھی گئے۔ بڑے آبدیدہ ہو کر جلسہ قادیان کی باتیں دہراتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعاؤں میں کیفیت پیدا ہوئی۔ اس کے سرور کو بڑے مزے لے لے کر بیان کرتے۔ ایسے جیسے صحابی روایت کرتے ہیں۔ یہ ان کا جماعت سے عشق تھا۔

مجھے یاد ہے کہ اکثر جلسہ سالانہ ربوہ میں مجھے ساتھ لے جاتے۔ پہلے پہل تو مجھے انگلی پکڑنے کی پریکٹس کرواتے تا کہ جلسہ کی گہما گہمی میں گم نہ ہو جاؤں۔ ان دنوں مستورات نصرت کالج کی قیام گاہ میں ٹھہرتیں اور ہم ٹی آئی ہائی سکول کے کمروں میں پرالی بچھا کر اپنے بستر لگا لیتے۔ ان دنوں دو سپیشل ٹرینیں سیالکوٹ سے احمدیوں کی چلتی تھیں اور مخلصین دعاؤں اور نعروں کے ساتھ ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر اترتے اور اپنی اپنی قیام گاہوں میں جاتے تھے۔ ان دنوں کارکنان مہمانوں کو مٹی کے پیالوں میں آلو گوشت اور انتہائی مزیدار دال سے تواضع کرتے۔ لنگر خانہ کی تازہ روٹیوں کا مزہ ہی کچھ اور تھا۔ ہم بڑے شوق سے کھاتے۔ کھانا وافر تعداد میں ہوتا۔ کارکنان، معاونین بالٹیاں بھر بھر کر کھانا تقسیم کرتے۔ ان بابرکت ایام میں ہم بڑے شوق سے والد محترم اور بھائی جان کے ساتھ قیام گاہ سے مسجد مبارک میں جا کر تہجد اور صبح کی نماز ادا کرتے۔ والد صاحب اور بھائی دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر بڑی رقت کے ساتھ نماز ادا کرتے۔ رونے کی آواز بلند ہوتی اور ہم بچے بھی اس میں شامل ہوتے۔ مسجد مبارک کے صحن میں ٹھنڈے فرش پر آہ و بکا اور سسکیوں کا منظر ابھی تک مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اور اس کا سرور جسم کے رواں رواں میں سرایت کر گیا ہے۔ یہ کیفیت کبھی بھی نہ بھولنے والی ہے۔

جلسہ کے ایام میں جس چیز کا شدت سے انتظار ہوتا تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الموعود حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کا ہوتا تھا۔ سیالکوٹ کی جماعت کی باری آتی تو ہم اس میں شامل ہوتے۔ سیالکوٹ کے امیر حضرت بابو قاسم الدین صاحبؓ اور ان کے معاونین خدام اس ملاقات کو منظم کرتے۔ حضور انور تشریف فرما ہوتے اور ملاقاتی نزدیک سے دیدار کرتے ہوئے آہستہ آہستہ گزرتے جاتے۔ بعض احباب سے حضورؓ گفتگو بھی فرماتے۔ حضور انور کے چہرہ کا دیدار ہی ہماری پیاس کو بجھانے کے لئے کافی ہوتا۔ محترم والد صاحب کو حضور قادیان کے زمانہ سے ہی جانتے تھے۔ اس لیے حضور سے علیک سلیک کو والد صاحب کافی سمجھتے۔ اور ہمیں پرانے زمانے کی باتیں سناتے اور حضور کے مقدس وجود اور موعود ہونے کے بلند مرتبہ مصلح موعود کا رتبہ اجاگر کرتے۔ ملاقات والا دن خوشیوں کو دوبالا کر دیتا تھا۔ یہی جلسہ پر جانے کی جان اور مقصد ہوتا تھا۔

مجھے یاد ہے میں سات، آٹھ سال کا ہوں گا کہ جلسہ کے ایام میں ایک صبح بھائی نعمت علی صاحب مجھے نہلانے کے لئے ایک نلکا پر لے گئے۔ کہنے لگے ڈرو نہیں۔ نلکے کے نیچے بیٹھو۔ پہلے انہوں نے ہاتھ سے نلکا چلایا (گیڑا)۔ تھوڑی دیر بعد جب گرم گرم پانی آنا شروع ہوگیا تو انہوں نے مجھے مل مل کر نہلایا۔ سخت سردی سے میرے دانت بجنے لگے اور سردی لگنی شروع ہوگئی تو انہوں نے فوراً مجھے خشک کر کے اپنی گرم گرم لوئی میں لپیٹ لیا۔ اور پرالی اکٹھی کر کے اس کو آگ لگا کر مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا۔ اس کا بہت لطف آیا۔ پھر گرم گرم آلو گوشت کا پیالہ اور روٹی نے میری ٹھنڈ دُور کر دی۔

قیام گاہ کے آس پاس مٹی کے آبخورے، مٹی کے لوٹے اور مٹی کے پیالے نظر آتے اور ان میں بڑے بڑے آلو اور گوشت کی بوٹیاں کیا ہی دلفریب منظر پیش کرتی۔ جگہ جگہ لنگر کی روٹیاں اور دال سے بھری بالٹیاں بھی مہمانوں کی سیرابی کا ثبوت دیتیں۔ ان دنوں قیام گاہ سے لے کر جلسہ گاہ تک کلر ہی کلر نظر آتا اور سڑکوں پر چھڑکاؤ کر کر کے کلر کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے سفید ٹاکی کے بوٹ کلر سے بھر جاتے۔ سردی کو روکنے کے لیے میرا اونی سویٹر جو گھر کی بھیڑوں کی اون سے بہنوں نے ڈیزائن بنا کر سلائیوں سے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوتا تھا، کام آتا۔ اور اوپر چھوٹا سا کھیس بھی جو اپنی کپاس اور دھاگے سے درگانوالی سے جلسہ کے لئے بنایا جاتا تھا، سردی سے محفوظ رکھتا۔ بھائی جان اور والد صاحب کچھ غبارے لے دیتے جن سے میں خوشی خوشی کھیلتا رہتا تھا۔ کھانے کے لیے وہ سنگترے اور مونگ پھلی خرید لیتے۔ جلسہ گاہ پہنچ کر پرالی پر ہم کھیس بچھالیتے اور تقاریر سنتے۔ اور ریفریشمنٹ بھی ساتھ ساتھ چلتی۔ والد صاحب کو شوق تھا کہ وہ اسٹیج کے پاس نزدیک ہو کر تقاریر سنیں اور جلسہ کی کارروائی کے اختتام پر وہ ہمیں تلاش کر لیتے۔ باقی ٹائم وہ اپنے واقف کاروں اور رشتہ داروں سے ملتے۔ نیز ہمیں تلقین کرتے کہ نماز عشاء بھی مسجد مبارک میں حضور کے پیچھے ادا کرنی ہے۔ اس طرح وہ جلسہ کی برکات سمیٹتے تھے۔ اور ہم بھی اس روحانی ماحول کی برکات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو حاصل کرتے اور محسوس کرتے تھے۔ جلسہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے مہکتا تھا۔

خاکسار چونکہ طفل تھا اس لئے نصرت کالج میں جاکر بہنوں کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ پہنچا آتا تھا، پھر بھائی نعمت کے ساتھ آملتا

تھا۔ یا پھر بہنوں کو لے کر ہم گول بازار کا چکر لگا لیتے۔ چلغوزے، مالٹے، ریوڑیاں خرید لیتے تا کہ جلسے کے دوسرے روز کے دوران enjoy کریں۔ مجھے یاد ہے جن دنوں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سیر روحانی کی تقاریر فرما رہے تھے جلسہ گاہ سامعین سے بھرا ہوتا تھا۔ اور حضورؓ کی تقاریر پُرجوش، پُرکشش ہوتی تھیں۔ آواز بلند میٹھی اور سحر انگیز ہوتی۔ سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوتی اور اکثر لوگ زاروقطار رو رہے ہوتے۔ ان کی سسکیاں ماحول کو ایک ایسا روحانی ماحول بنا دیتی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے فرشتوں سے مدد فرما رہا ہے اور ماحول کو گرما رہا ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو۔۔۔۔اس۔۔۔۔سے پکارو کہ آسمانی بادشاہت کے پایہ تخت بھی لرز اٹھیں۔ فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھتی اور مومنوں کا جوش و جذبہ قابل دید ہوتا۔ ناقابل بیان کیفیت پیدا ہو جاتی۔ حضور کی آواز کا جادو سر چڑھ کر بولتا۔ اور مومنوں کا دل ایمان و یقین سے بھر جاتا۔ مجھے اس وقت زیادہ سمجھ تو نہیں آتی تھی لیکن مومنوں کے جوش و جذبہ اور نعروں سے معلوم ہوتا اور ایک عجیب سی ناقابل بیان پر جوش کیفیت سے دوچار ہو جاتا۔ بھائی نعمت صاحب تو بڑی بلند آواز میں نعرے لگاتے تھے اور پھر قیامگاہ تک آتے آتے حضورؓ کی تقریر کے ہی گن گاتے آتے۔ اور والد صاحب جب آتے تھے تو صبح و شام کی تقریر پر ہی بات کرتے۔ اور مدح وستائش کے گیت گاتے اور مجھے کہتے کہ تم نے بھی ایک دن اس اسٹیج کے نزدیک یا اوپر پہنچنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت وعشق کی دلیل یہ ان کا بیٹا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو کہ مصلح موعود ہیں اور خلافت کے اعلیٰ مقام پر متمکن ہیں خدا ان کے ساتھ ہے۔ یہ خدا کے حقیقی عبد ہیں۔

والد محترم حضرت مصلح موعود کے پاک وجود کو احمدیت کی ٹھوس دلیل کے طور پر پیش کرتے تھے کیونکہ آپ نے ان ہی سے زندگی پائی اور انہیں کے ہاتھ پر 1915ء میں بیعت کی تھی۔ انہیں کی خاطر بہن بھائی اور والدین سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اور صراط مستقیم عطا ہوا۔ اور تعلق باللہ قائم ہوا۔

ربوہ میں ہم گول بازار کی پہاڑیوں پر چڑھ کر ربوہ کی کچی آبادیوں کا بھی نظارہ کرتے۔ کچے کوٹھے، کلر ہی کلر اور جنگلی جھاڑیاں اور کیکر کے درخت نظر آتے۔ دریا کی طرف جاتے تو بہتا ہوا پانی نظر آتا اور بڑی خوشی محسوس ہوتی۔ پہاڑوں پر چڑھنے کا اپنا ہی ایک مزہ ہوتا تھا۔

جلسے کے اختتام پر ہم بستر بوریا سمیٹتے اور سپیشل ٹرین پر سوار ہوتے تو اتنی دیر میں بھائی نعمت صاحب دال کی بالٹی بھروا لاتے۔ اور کثیر تعداد میں لنگر خانہ نمبر 1 سے تازہ تازہ روٹیاں لے آتے جو سارے سفر میں کام آتیں۔ اور جو بچ جاتیں وہ گھر میں سب کو تبرک کے طور پر تقسیم کی جاتیں۔ باقی کی والد صاحب گندم کے پڑولوں میں ڈال دیتے۔ اور ہم گواہ ہیں کہ اس برکت سے کبھی ہمارے ہاں گندم، آٹے کی کمی نہیں آئی۔

محترم بھائی نعمت علی صاحب موصی تھے۔ Godalming UK کے قبرستان میں قطعہ موصیاں میں دفن ہوئے ہیں۔ اپنے بیٹے شاہد محمود کے پاس رہتے تھے۔ جو اسی علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ اور جماعت اسلام آباد میں شامل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو آپ کی بیماری اور دل کی تکلیف کی اطلاع دی جاتی تھی۔ حضور انور کی دعائیں آپ تک پہنچتی رہیں۔ 3مارچ کو گلفورڈ رائل ہسپتال میں وفات ہوئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے اپنے پیچھے 6بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جو کہ بفضل خدا سبھی کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ آپ کے 29 پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو احمدیت کا خادم بنائے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کے بیٹوں کے نام یہ ہیں:

طارق محمود (جرمنی) خالد محمود (رقیم پریس۔ فارنہیم) شاہد محمود (کارکن جامعہ احمدیہ یوکے)

بقیہ: دربار خلافت..... از صفحہ 2

ہوں گے۔ صرف اپنے جائزے نہیں لینے ہوں گے۔ اپنے بیوی بچوں کے بھی جائزے لینے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی حالت اور اس کے قول وفعل کی سب سے زیادہ رازدار ہوتی ہے۔ اگر مرد صحیح ہوگا تو عورت بھی صحیح ہوگی، ورنہ اُسے آئینہ دکھائے گی کہ میری کیا اصلاح کرنے کی کوشش کر رہے ہو پہلے اپنی حالت کو تو بدلو۔ پس عورتوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ مَردوں کی اپنی حالتوں میں بھی پاک تبدیلیاں پیدا ہوں۔ ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو اگلی نسلوں کی اصلاح کی بھی ضمانت مل جاتی ہے۔ پس اگلی نسلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے، اُنہیں دین پر قائم رکھنے کے لئے مَردوں کو اپنی حالت کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ عورت اور مرد کے جو نمونے ہیں، ماں باپ کے جو نمونے ہیں، خاوند بیوی کے جو نمونے ہیں یہ بچوں کو بھی اس طرف متوجہ رکھیں گے کہ ہمارا اصل مقصد دنیا میں ڈوبنا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت بھی کر دوں کہ کسی کو یہ خیال نہ آئے کہ نعوذ باللہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بہت کمزوریاں تھیں اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنا پڑا یا اُن کی کچھ تعداد بھی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے چند ایک ہی شاید ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیار پر پورا نہ اُترتے ہوں لیکن آپ چند ایک میں بھی کمزوری نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اُسی مجلس میں جہاں آپ نے بعض لوگوں کو دیکھ کے اپنے صدمے کا ذکر فرمایا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ’’ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر5 صفحہ نمبر 605۔ جدید ایڈیشن)

پس یہ جوشِ ایمان دکھانے والے بھی بہت تھے بلکہ اکثریت میں تھے، بلکہ ہمیں تو یہ کہنا چاہئے کہ ہمارے مقابلے میں تو سارے کے سارے تھے۔ لیکن نبی اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار دیکھنا چاہتا ہے اور ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، یہ جو ہمارا دور ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی دور ہے۔ ابھی بہت سی پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی پوری ہونی ہیں۔ آپ سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے فرمائے تھے بہت سے ابھی پورے ہونے والے ہیں۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان وعدوں کو جلد از جلد اپنی زندگیوں میں پورا ہوتا دیکھیں تو ہمیں اپنے صدق وایمان اور تقویٰ کے معیار پر نظر رکھنی ہوگی۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں جماعتی ترقی دکھائے تو ہمیں اُس کی رضا کے حصول کے لئے بھی کوشش کرنی ہوگی۔ یہ بھی بتا دوں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے بہت سے لوگ ہیں اور وہ اگلی نسلوں میں بھی یہ روح پھونک رہے ہیں۔ مَیں نے ایک دفعہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے اس فکر کا اظہار کیا تھا کہ لاہور کے واقعہ کے بعد خدام یا شاید صفِ دوم کے انصار بھی جو جماعتی عمارتوں اور مساجد میں ڈیوٹی دیتے ہیں، اُن میں سے بعض کے متعلق یہ اطلاع ہے کہ ایک لمبا عرصہ ڈیوٹی دینے کی وجہ سے اُن کی طرف سے تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے یا عدمِ دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نظام کو کچھ اور طریقے سے اس بارہ میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ تو یہ بات جب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان نے اپنے خدام تک پہنچائی تو مجھے خدام کی طرف سے، پاکستان کے خدام کی طرف سے اخلاص و وفا سے بھرے ہوئے کئی خطوط آئے کہ ہم اپنے عہد کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہیں۔ نہ ہم پہلے تھکے تھے اور نہ انشاء اللہ آئندہ کبھی ایسی سوچ پیدا کریں گے کہ جماعتی ڈیوٹیاں ہمارے لئے کوئی بوجھ بن جائیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسی طرح عورتوں کے خطوط آئے کہ ہمارے بھائی یا خاوند یا بیٹے اپنے کاموں سے آتے ہیں تو فوراً جماعتی ڈیوٹیوں پر چلے جاتے ہیں اور ہم بخوشی اُنہیں رخصت کرتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکیلے رہ کر بھی کسی قسم کا خوف نہیں۔ پس یہ اخلاص و وفا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جوشِ ایمان کی وجہ سے ہے۔ اس بارہ میں یہ بھی یاد رکھیں کہ ان فرائض اور ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدا کو کبھی نہ بھولیں۔ نمازیں وقت پر ادا ہوں اور ڈیوٹی کے دوران ذکرِ الٰہی اور دعاؤں سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں۔ ہماری سب سے بڑی طاقت خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہمیں جو مدد ملنی ہے وہ خدا تعالیٰ سے ملنی ہے۔ ہماری تو معمولی سی کوشش ہے جو اُس کے حکم کے ماتحت ہم کر رہے ہیں۔ جو کرنا ہے وہ تو اصل میں خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ سے چمٹ جائیں گے تو خدا خود دشمن سے بدلہ لے گا۔ اُس کے ہاتھ کو روکے گا۔ پس دعاؤں میں کبھی سست نہ ہوں اور پھر ان عبادتوں اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کا اثر عام حالت میں بھی عملی طور پر ہر ایک کی شخصیت سے ظاہر ہو رہا ہو تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے معیار کو پا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل: 129) تقویٰ طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت نافرمانی کرنے سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔‘‘ (ڈرتے اور خوفزدہ رہتے ہیں۔)

(ملفوظات جلد نمبر5 صفحہ نمبر 606۔ جدید ایڈیشن)

پس یہ ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خوف ہے جو بندے کی حفاظت بھی کرتا ہے اور اُسے دنیاوی خوفوں سے بچا کر بھی رکھتا ہے۔ پس ایک احمدی کو اگر کوئی خوف ہونا چاہئے تو خدا تعالیٰ کا کہ کہیں وہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ 22/ اپریل 2011ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

معاشرے میں عورت کا کردار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ گھانا کے جلسہ سالانہ 2004ء کے خطاب میں خاص طور خواتین سے بھی چند منٹ کے لئے خطاب فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

’’خواتین کا معاشرے میں ایک اہم کردار ہے۔ ایک عورت کا بنیادی کردار اس کے گھر سے شروع ہوتا ہے جہاں وہ ایک بیوی اور ایک ماں کی حیثیت سے عمل کر رہی ہوتی ہے یا مستقبل کی ماں کی حیثیت سے اگر ابھی شادی نہیں ہوئی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے کہ ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو۔ اگر عورتیں اس بات کو سمجھ لیں اور خدا کا خوف کرنے لگیں اور تقویٰ کی راہوں پر چلیں تو وہ اس قابل ہوجائیں گی کہ ایک انقلاب معاشرے میں پیدا کر دیں۔ ایک عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو وہ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت پر زیادہ توجہ دے‘‘۔

پھر فرمایا: ’’پس اے احمدی عورتو! تم اپنے اس اعلیٰ مقام کو پہچانو اور اپنی نسلوں کو معاشرے کی برائیوں سے بچاتے ہوئے ان کی اعلیٰ اخلاقی تربیت کرواور اس طرح سے اپنی آئندہ نسلوں کے بچاؤ کی ضمانت بن جاؤ۔ اللہ ان لوگوں کی مدد نہیں کرتا جو اس کے احکام کو وقعت نہیں دیتے۔ اللہ آپ کو اپنا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ اپنی آئندہ نسل کو سنبھالنے والی بن سکیں۔ آمین‘‘۔

(جلسہ سالانہ گھانا 2004ء۔ اَلْاَزْھَارُ لِذَوَاتِ الْخِمَار۔ ’’اوڑھنی والیوں کیلئے پھول‘‘ جلد سوم حصہ اول)

2004ء میں نائیجیریا میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں احمدی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’عورتیں یاد رکھیں کہ اُن کا اسلامی معاشرے میں ایک بلند مقام ہے۔ اگر انہوں نے اپنے اس بلند مقام کو نہ پہچانا تو اس بات کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ ان کی آئندہ نسلیں ایمان پر قائم رہیں گی۔خواتین اپنے اس مقام کو پہچانیں جو اُن کا معاشرے میں ہے۔نہیں تو وہ اپنے خاوندوں اور آئندہ نسلوں کی نافرمان اور اُن کا حق ادا نہ کرنے والی سمجھی جائیں گی اور سب سے بڑھ کر وہ اپنے پیدا کرنے والے سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔ پس یہ انتہائی اہم ہے کہ ہر احمدی عورت اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتی رہے اور ہمیشہ یہ دعا کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی راہنمائی کرے اور اس کو اس قابل بنائے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کی اسلامی تعلیمات کے مطابق پرورش کر سکے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت جو اپنی پانچ وقت نمازوں کی پابندی کرتی ہے اور جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو اخلاقی برائیوں سے بچایا اور اپنے خاوند کی اخلاص اور وفا سے خدمت کی۔ ایسی عورت کا حق ہے کہ وہ جنت میں کسی بھی دروازے سے داخل ہوجائے۔ میری دعا ہے کہ ہر احمدی عورت اپنے خاوند کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والی ہو اور اپنے بچوں کے فرائض کا حق ادا کرنے والی ہو۔ اللہ کرے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرے اور ان کی پاک اور بااخلاق ماحول میں پرورش کرے اور اس وجہ سے جنتوں کی وارث بنے‘‘۔

(جلسہ سالانہ نائجیریا 2004ء۔ اَلْاَزْھَارُ لِذَوَاتِ الْخِمَار۔ ’’اوڑھنی والیوں کیلئے پھول‘‘ جلد سوم حصہ اول)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ یوکے 2006ء کے موقع پر احمدی مسلمان عورتوں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’عورت کو ہمارے دین نے گھر کا نگران اور خاوند کے گھر کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ جب تک تم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانو گی اور اپنی ذمہ داری نہیں سمجھو گی تمہارے ہاں سکون نہیں پیدا ہوسکتا‘‘۔

مزید فرمایا:

’’آپ احمدی عورتیں کسی قسم کے احساس کمتری کے بجائے احساس برتری کی سوچ پیدا کریں۔ اپنی تعلیم کو کامل اور مکمل سمجھیں۔قرآن کریم کی تعلیم پر پوری توجہ دیں اس پر کاربند ہوں تو آپ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی رہنما کا کردار ادا کریں گی۔ ورنہ اگر صرف اس دنیا کے پیچھے ہی دوڑتی رہیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ سب کچھ ختم ہوجائے گا اور ہاتھ ملتی رہ جائیں گی اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی قومیں عطا فرمائے گا جو اس کام کو آگے بڑھائیں گی۔ لیکن مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان پرانی نسلوں اور پرانے خاندانوں ان احمدی عورتوں کے ہاتھ میں ہی رہے گا جو مشکل وقت میں جن کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ پس آپ لوگ اپنے اندر یہ احساس ذمہ داری کبھی ختم نہیں ہونے دیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ آپ کو توفیق دے۔ پس اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے تا کہ آپ کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جانے والا قدم ہو اور آپ اپنے پیچھے ایسی نسل چھوڑ کر جانے والی ہوں جو اگلی نسلوں کے دلوں میں بھی اللہ کے دین کی عظمت پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو‘‘۔

(جلسہ سالانہ یوکے خطاب از مستورات فرمودہ 29/ جولائی 2006ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26/ جون 2015ء)

☆...☆...☆

30اپریل2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:29	18:46
مدینہ منورہ	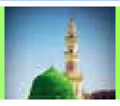	04:24	18:51
قادیان	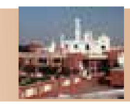	04:15	19:08
ربوہ		03:55	18:48
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:08	20:24